اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی
۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

الحکم

قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوائے شفا بینی غرض دارالاماں بینی
(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے ۔۔۔ صہ
۲- خواص و ساوتین سے ۔۔۔ عہ
۳- ہندوستان سے باہر سے
۴- غیر مذاہب والوں سے ۔۔۔ ۱۲
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع
۔۔۔ روپیہ سے کم آمدنی والے
۔۔۔ سے ۔۔۔ ۱۲
۔۔۔ عیسر کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں
۔۔۔ بل النفاست کیوجہ سے کیا گیا ہے

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۲۶ | جلد ۱۲

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام الرحمٰن

(۲۹ مارچ ۱۹۰۸ء قبل ظہر)

ایک معزز صاحب جو حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں میں سے ہیں اور رامپور میں قیام رکھتے ہیں رامپور سے کانگڑہ تشریف لیجا رہے تھے۔ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے واسطے قادیاں بھی تشریف لائے۔ حضرت اقدسؑ سے ملاقات ہوئی۔ اور انہوں نے ذکر کیا کہ گرمائی شدت کی میں برداشت نہیں کرسکتا۔ اور تمام گرما اپریل سے نومبر تک کانگڑہ میں جہاں میرے چاہ کے باغ ہیں بسر کرتا ہوں۔ اور آج ہی واپس جانے کا ارادہ ہے کیونکہ میں گرمی کی برداشت نہیں کرسکتا حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ موسم تو کوئی بھی اللہ تعالیٰ نے بیفائدہ نہیں بنایا۔ آپ نے جہاں جسمانی تپش سے بچنے کا فکر کیا ہے اور آرام و آسائش کی راہیں سوچی ہیں وہاں چند روز یہاں رہ کر روحانی تپش کی اصلاح کے واسطے بھی غور کریں۔

قبل عصر ایک شخص نے اپنے کچھ حاجات تحریری طور سے پیش کیئے حضرت اقدسؑ نے پڑھکر جواب میں فرمایا کہ اچھا ہم دعا کریں گے تو وہ شخص کسیقدر متحیر ہو کر پوچھنے لگا۔ آپ نے میری عرضداشت کا جواب نہیں دیا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ہم نے تو کہا کہ دعا کریں گے۔ اسپر وہ شخص بولا کہ حضور کوئی تعویذ نہیں کیا کرتے۔ فرمایا تعویذ گنڈے کرنا ہمارا کام نہیں ہے ہمارا کام تو صرف اللہ کے حضور دعا کرنا ہے۔

---

۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء قبل عصر

مکرمی جناب ملک مولا بخش کا ایک خط حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بدیں مضمون آیا تھا کہ لائف انشیورنس کی کسی کمپنی میں وہ حضرت اقدسؑ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے سے کئی سال پیشتر سے ممبر ہیں۔ اور کہ وہ قریب چھ سو روپیہ کے اس کمپنی کو دے چکے ہیں۔ وہ خط حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر کے اس کے متعلق استفتاء دریافت کیا ملک صاحب موصوف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا کہ چونکہ میں نے حضور کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کر لیا ہے اسواسطے اگر اب یہ مسئلہ دین کے کسی رنگ میں بھی مخالف ہو تو میں خوشی سے اس سے دست بردار ہونا چاہتا ہوں۔
حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ہم تو اسکی جواز کی کوئی راہ نہیں پاتے۔

جو نقصان ہو چکا ہے وہ خدا کی راہ میں نقصان سمجھکر آئندہ گناہ سے توبہ کر لینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اجر دینے والا ہے۔ اصل میں یہ بھی ایک قمار بازی ہے۔

بحضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی خدمت میں ایک عریضہ اور اس کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم
بخدمت جناب حضور حضرت اقدس خلیفۃ اللہ و رسول اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عرض خاکسار چنین است کہ بیان مسئلہ ذیل مرحمت فرمودہ برائے من عنایت نمودہ شود۔ آں این است کہ بعضے میگویند کہ رسول خاص است۔ و نبی عام است۔ پس ہر رسول نبی است و ہر نبی رسول نیست یعنی رسول افضل است از نبی۔ و بعضے میگویند کہ رسول و نبی یک است۔ غرض نزد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کدام صحیح و منظور است۔ خاکسار غلام محمد افغان۔

جواب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ واضح باد کہ مارا باقوال دیگراں ہیچ تعلق نیست۔ آنچہ از قرآن شریف مستنبط میشود ہمیں است کہ رسول آں باشد کہ خدمت رسالت و پیغام رسانی از خدا تعالیٰ

اِنّی مُہِینٌ مَنْ اَرَادَ اِہانتک

حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پرانا الہام ہے۔ اور سینکڑوں مثالیں اس الہام کی تصدیق میں آجتک ظاہر ہو کر الہام الٰہی کی صداقت کو روز روشن کیطرح ظاہر کرتی رہی ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً اخبارات میں شایع ہوتی رہی ہیں۔ کئی من چلے اس الہام کی پرکھ اور جانچ کے لئے اپنے پورے ہتھیاروں اور طاقتوں سے نبرد آزمائی کے لئے نکلے اور آخر اپنے ذاتی تجارب اور مشاہدات سے آپ بیتی کی زندہ مثال اور شہادت کی مہریں رجسٹر تصدیق صداقت الہام ربانی میں ثبت کرتے ہوئے چلے گئے۔ کوئی مقدمات کے رنگ میں آیا۔ اور کسی نے دعاؤں سے مقابلہ کیا۔ کسی نے علمی رنگ میں سامنا کیا۔ اور تفسیر نویسی کے لئے اٹھا۔ کسی نے گھر بیٹھے بٹھائے یکطرفہ بد دعائی اور کوئی مباہلہ کے میدان میں نکلا اور کسی نے بالمقابل پیشگوئیاں کیں غرض ہر طرف سے اور ہر رنگ میں شیطان نے اپنی پوری طاقت سے ربانی سلسلے کے نیست و نابود اور بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے سر توڑ کوششیں کیں مگر جس رنگ میں نکلا اور جس پہلو سے آیا اسی رنگ میں مونہہ کی کھائی اور ہمیشہ کے لئے ذلت و ادبار کا نشانہ بنا۔ اور خدائی الہام کی صداقت کا پورے زور سے ثبوت دیتا رہا۔ ممکن تھا کہ اس الہام کے بعد کوئی مقابلہ کے واسطے ہی نہ اٹھتا۔ مگر زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل جانے ممکن ہیں۔ پر خدا کے مونہہ کی باتیں ہرگز ہرگز نہیں ٹل سکتیں۔ اور پوری ہو کر ہی رہتی ہیں۔ لہذا ضروری تھا کہ اس الہام کی پورے زور سے مخالفت بھی کیجاتی تاکہ اس کی صداقت بھی اپنے اعلےٰ ترین پایہ ثبوت کو پہنچ جاوے ہر مخالف مقابل میں آیا اور خدا کی شان کہ جس جس رنگ میں کسی نے مقابلہ کیا۔ اور جس جس رنگ میں کسی نے مرسل یزدانی مامور سلطانی کی ذلت اور اہانت کا ارادہ کیا خود اسی ذلت و ادبار کے گڑھے میں گرا۔ اور ایسا مونہہ کے بل گرا کہ پھر نہ سنبھلا۔

ایک تازہ واقعہ ناظرین کے ایمان کی ترقی و تازگی اور الہام ربانی کی صداقت کے لئے لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے چند روز گذرے حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ ایک خط کے اپنا یہ خواب یا الہام جو کچھ بھی ہو لکھا تھا کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور اس خواب یا الہام کو ہاتھ میں لیکر وحی اور الہام کے سلسلہ پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کا مفصل ذکر الحکم نمبر ۱۰ جلد ۱۲ مورخہ ۱۰؍ مارچ ۱۹۰۸ء میں موجود ہے۔ خدا کی شان کہ یہ صرف پہلا ہی موقع تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے اس طرح کا مقابلہ کیا ہو۔ اور ساری عمر میں انہوں نے اس قسم کا یہی ایک ہی دعویٰ پیش کیا تھا۔ مگر چونکہ اس سے انکی مراد معیار صداقت وحی پر حملہ کرنا تھی اور اسطرح سے حضرت اقدسؑ کے الہامات اور وحی پر ہنسی اڑانے کا منشا تھا لہذا خدا تعالیٰ نے جسکو ہمیشہ اپنے مرسلوں اور ماموروں کی حمایت منظور ہوتی ہے اور وہ انبیاء اور رسل کے لئے ایک خاص غیرت رکھتا ہے کیونکہ اس گروہ کی ہتک اور ہار میں خدائے عزوجل کی ہتک اور ہار اور اس گروہ کی کامیابی اور عزت اور غلبے میں خدا کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ خدا نما وجود ہوتے ہیں لہذا اس نے انی مہین من اراد اہانتک کے الہام کے بموجب اُن کو اس ذلت اور رسوائی کا مونہہ دکھایا کہ بجائے اس کے کہ ان کے گھر میں مطابق اُن کے دعوے کے لڑکا پیدا ہوتا لڑکی پیدا کر کے اُن کو شرمندہ کر دیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ مولویصاحب موصوف کو اپنے اس خواب پر اتنا دعوےٰ اور بھروسہ تھا کہ انہوں نے لڑکے کی ولادت سے پہلے ہی اس کا نام مظہر اللہ تجویز کر رکھا تھا جو کہ ان کے لئے مظہر ذلت بنا۔ مگر خدا کی شان کہ اُن کو خدا نے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا اور ایسا نادم کیا کہ اب وہ تادم حیات وحی اور الہام کے معیار پر عوام کی خوابوں یا الہاموں کو پیش کر کے حجت اور استہزا نہیں کریں گے۔

خدا کی شان دیکھو کہ خدا کے برگزیدوں کا مقابلہ اچھا نہیں ہوتا اور اس گروہ پاک کی مخالفت بہت خطرناک ہوتی ہے بعض اوقات سلب ایمان کا باعث ہو جاتی ہے۔ سینکڑوں مثالیں ایسی موجود ہیں کہ بعض اوقات کفار اور فاسق لوگوں کو خواب آئے اور راست ہی نکلے۔ مگر یہ اس واسطے نہیں کہ صداقت الہام و وحی پر اعتراض ہوں بلکہ یہ ایک ملکہ ہے جو کہ خدا نے انسان میں بطور شہادت وحی کے لئے رکھدیا ہے۔ اس میں نہ تو کافر و مومن کی کوئی تفریق ہے اور نہ یہ الہام کے معیار کی صداقت پر اعتراض۔ منجملہ اُن کے ایک واقعہ ذیل میں ایک آریہ کا جو کہ قادیاں کا رہنے والا ہے لکھا جاتا ہے۔

غور کا مقام ہے کہ ایک طرف تو ایک آریہ شخص (شرمپت) خدا اور اس کے رسول کا دشمن خواب دیکھتا ہے کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو اور وہ سچا ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ایک مسلمان مولوی اور مستند اور مشہور مولوی ایک گروہ کا پیشوا مراتب اعلےٰ کا دعویٰ رکھنے والا بھی وہی خواب دیکھتا ہے اور اس کے ہاں بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہو کر دوگنی شرم اور ندامت کا باعث ہو جاتی ہے۔ اس میں بھید کیا ہے۔ یہی کہ اول الذکر آریہ نے نہ تو دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی کسی مامور من اللہ کے مقابلہ کے واسطے کھڑا ہوا ہے۔ اور نہ اس نے اس خواب کو قبل از وقوع نتیجہ خواب کے سلسلہ وحی و الہام کے صداقت کے معیار کو توڑنے اور استہزا کرنیکا ذریعہ بنایا بلکہ عام طور سے معمولی ایک خواب آیا ہے۔ اور وہ سچا نکلا ہے۔ مگر چونکہ مولوی صاحب موصوف کا اس خواب کے بیان کرنے سے اور بصورت اس کے سچا نکلنے کے معیار صداقت وحی پر اعتراض اور استہزا کرنیکا ارادہ تھا اور انہوں نے چونکہ خدا کے مامور و مرسل کے مقابلہ میں ایسا اظہار کیا تھا اس لئے خدا نے ان کو اپنے اس ارادے میں ناکام کیا اور انی مہین من اراد اہانتک کے الہام کی سچائی ہمیشہ کے لئے روز روشن کیطرح ثابت کر دی۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ خدا کے برگزیدوں کے مقابلہ میں خدا کے دشمنوں کی نصرت کیجاوے۔ ولن یجعل اللّٰہ للکٰفرین علی المومنین سبیلا۔

ہمیں امید ہے کہ جناب مولویصاحب موصوف اب اس عقدہ کے حل کے لئے کہ کیوں آریہ کا خواب سچا ہوا اور کیوں ان کا خواب غلط نکلا حضرت اقدسؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی کیطرف توجہ کریں گے اور حقیقت خواب و وحی کا سچا فلسفہ اور حقیقی معیار تلاش کر کے اُسے قبول کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں گے۔ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین کی حدیث پر پورا عمل کر کے آیندہ محتاط بن جاویں گے اور ایسی خوابوں یا الہامات کا اعتبار نہ کریں گے اور نہ ہی ان کو نبوت کی وحی کے جھٹلانے کا معیار بناویں گے۔

تلاش مطلوب ہے

میرے چچا صاحب مسمی عبد الحق صاحب احمدی معہ چچی صاحبہ و ایک دس برس کے بچہ کے جسکا نام احسان الحق ہے عرصہ دو ماہ سے تلاش روزگار میں حیدر آباد دکن گئے ہیں مگر اتبک کوئی خط انکا نہیں آیا جس سے گھر بھر متفکر اور بے چین ہے۔ صرف قرنطیہ لاسور سے (جو حیدر آباد دکن سے دو سو میل کے فاصلہ پر ہے) چلتے وقت ایک خط اُن کا آیا تھا پھر کوئی خط نہیں آیا ان کا قیام کا ارادہ بھی مولوی سید محمد رضوی صاحب احمدی بیرسٹر حیدر آباد ہائیکورٹ کے ہاں کا تھا۔ مولویصاحب موصوف کو بھی رجسٹری خط بھیجا کوئی جواب تا حال نہیں آیا اور نہ رجسٹری کی رسید آئی ہے طبیعت از حد پریشان ہے۔ چونکہ آجکل ریل گاڑیوں کے آپس میں لڑنے کے بہت حادثات ہوتے ہیں اسلئے اور فکر ہے خدا انکو محفوظ رکھے۔ براہ مہربانی الحکم کے اول ہی پرچہ میں شایع کر دیجئے کہ جس احمدی بھائی کے ہاں چچا صاحب موصوف حیدر آباد میں مقیم ہوں وہ احقر کو بذریعہ خط مطلع فرما کر مشکور فرمائیں اور یہ بھی دریافت طلب ہے کہ آج سے دو ماہ قبل یا اس کے قریب مقام لاسور اور حیدر آباد کے درمیان کوئی ریل گاڑی تو نہیں لڑی فقط والسلام

محمد عثمان احمدی ہیڈ ڈرافٹسمین دفتر ڈسٹرکٹ انجنیر ای ای الہ آباد۔

خاص توجہ کے قابل

خُطبہ جُمعہ

از حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد اقصیٰ

۱۳ر مارچ ۱۹۰۸ء

الحمد للہ۔ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا الخ اما بعد! التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ آخر درود تک۔

یہ وہ فقرات ہیں۔ جو ہر مسلمان ہر دو رکعت کے بعد پڑھتا ہے۔ جو شخص دن رات میں چالیس رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ وہ ان فقرات کو بیس مرتبہ پڑھتا ہے۔ تین رکعت والی نماز میں بھی یہ کلمات دو مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔ فرائض۔ سنن۔ اور نوافل سب میں ان کا پڑھا جانا ضروری ہے۔ قرآن شریف میں اور احادیث میں بھی نماز کو سنوار کر اور سمجھ کر پڑھنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ سوچ سمجھ کر نہ پڑھنے والوں کی نماز نماز ہی نہیں کہلاتی اور نہ اس کو قبولیت کا درجہ عطا کیا جاتا ہے۔ طوطے کی طرح الفاظ کا رٹتے رہنا اور حقیقت سے بے خبر ہونا مفید نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ خدا اور اُس کے رسول کا منشاء ہے۔ متوالوں کو جو حالت نشہ میں ہوں۔ مسجد میں آنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ غرض قرآن شریف اور آنحضرت صلعم کے فعل و قول میں غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ نمازی کے واسطے نماز کے مطالب خوب اچھی طرح سے ذہن نشین ہونے لازمی رکھے گئے ہیں۔

پس ہر انسان کو لازمی ہے کہ نماز کے مطالب اور معانی کے سمجھنے کی کوشش کرے!

تحیّہ۔ عربی میں کسی کی تعریف۔ مدح۔ ستائش۔ بڑائی اور اُس کی مہربانیوں اور انعامات کے بیان کرنے میں اور اس کی شکر گزاری کے واسطے اُس کے حسن و احسان کو یاد کرکے اس کے گرویدہ ہونے کے بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ اور بعض نے **قولی عبادت** بھی اس کا ترجمہ کیا ہے **عبادت**۔ فرمانبرداری اور تعظیم کا نام ہے۔ اس واسطے زبان سے جو کچھ عبادت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا جاتا ہے اس کا نام **تحیۃ** ہے۔

چونکہ کل انعامات اور فیوض کا سچا اور حقیقی سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور بجز اس کے خاص فضل کے ہم دُنیا و مافیہا کے کُل سامانِ آرام و آسائش سے متمتع نہیں ہو سکتے۔ اس لئے صرف صرف اسی کی حمد و ستائش کے گیت گانے اور اسکی فرمانبرداری کو سب پر مقدم کرنا چاہیئے۔ دیکھو! اگر کوئی ہمارا محسن ہم کو ایک اعلیٰ درجہ کی عمدہ اور نفیس گرم پوشاک دے۔ مگر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ اور ہمیں سخت محرقہ تپ ہو تو وہ لباس ہمارے کس کام آسکتا ہے۔ اور اگر ہمارے سامنے اعلیٰ سے اعلیٰ مرغن کھانے قسم قسم رکھے جاویں مگر ہم کو قے کا مرض لاحق حال ہو۔ تو ہم اُن کھانوں کی لذّت کیسے اُٹھا سکتے ہیں۔

غرض غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آسائش و آرام کے کل سامانوں کے مادے پیدا کرنا بھی جس طرح اللہ ہی کا کام ہے۔ اسی طرح سے اُن سے متمتع اور بار ور ہونا بھی محض اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ صحت عطا کرنا۔ قوت ذائقہ بخشنا۔ قوّت ہاضمہ کا بحال رکھنا سب اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ **واما بنعمت ربک فحدث**۔ تحدیث نعمت کرنا اور خدا کے انعامات کا شکر ادا کرنا ازدیاد انعامات کا باعث ہوتا ہے **لئن شکرتم لازیدنکم**۔ پس اس طرح سے تحدیث نعماء اور عطایاء الٰہی اور شکر کا اظہار زبان سے کرنے کا نام ہے **تحیۃ**۔

صلوٰۃ۔ اُس تعظیم اور عبادت کا نام ہے۔ جو زبان دل اور اعضاء کے اتفاق سے ادا کی جاوے۔ کیونکہ ایک منافق کی نماز جو کہ ریا اور دکھلاوے کی غرض سے ادا کی گئی ہو۔ نماز نہیں ہے۔ نماز بھی ایک تعظیم ہے جس کا تعلق بدن سے ہے۔ بدن کا بڑا حصّہ دل اور دماغ ہیں۔ چونکہ زبان نماز کے الفاظ ادا کرتی ہیں اور دل و دماغ اس کے مطالب و معانی میں غور کرکے توجہ الی اللہ کرنے میں اور ظاہری اعضا ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم کے ادا کرنے میں شریک ہوتے ہیں اور ان سب کے مجموعہ کا نام بدن یا جسم ہے۔ اس لئے **بدنی عبادت** کا نام صلوٰۃ ہے۔

دل و دماغ خدا کی بزرگی اور حق سبحانہ کی عظمت کا جوش پیدا کرتے ہیں۔ بذریعہ اس کے انعامات اور حسن و احسان میں غور کرنے کے اور پھر اس جوش کا اثر زبان پر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ زبان کلمات تعریف و ستائش کہنے شروع کر دیتی ہے اور پھر اس کا اثر اعضا اور ظاہری جوارح پر پڑتا ہے اور ادب و تعظیم کے لئے کمربستہ ہونا۔ رکوع کرنا۔ سجود کرنا وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم بجا لاتے ہیں۔ پھر یہ اثر اسی جگہ محدود نہیں رہتا۔ بلکہ انسان کے مال پر بھی پڑتا ہے اور اس طرح سے انسان اپنے عزیز اور طیب مالوں کو خدا کی رضاجوئی اور خوشنودی کے واسطے بے دریغ خرچ کرتا ہے اور اپنے مال کو بھی اپنے دل و دماغ۔ زبان اور ظاہری اعضا کے ساتھ شامل و متفق کرکے عبادت الٰہی میں لگا دیتا ہے۔ تو اس کا نام ہے **والطیبات** جس کو بالفاظ دیگر یوں بیان کیا گیا ہے **مالی عبادات** اور یہ بھی صرف اللہ جل شانہٗ ہی کا حق ہے۔

غرض التحیات۔ الصلوٰۃ۔ الطیبات۔

تینوں طرح کی عبادت فقط اللہ جلشانہٗ ہی کا حق ہے۔ کسی قسم کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے غنی ہے۔ کہ کوئی اس کا شریک اور ساجھی ہو۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قاعدہ کی بات ہے کہ ہر محسن اور مربی کی محبت کا جوش انسان کے دل میں فطرتاً پیدا ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر کیسے کیسے احسان ہیں۔ وہی ہیں جن کے ذریعے ہم نے خدا کو جانا۔ مانا اور پہچانا۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے ہمیں خدا کے اوامر و نواہی اور اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی راہیں بذریعہ قرآن شریف معلوم ہوئیں۔ وہی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے خدا کی عبادت کا اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ اذان اور نماز ہمیں میسر ہوا۔ اور وہی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے ہم اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج تک ترقی کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ خدا سے مکالمہ و مخاطبہ ہو سکتا ہے۔ وہی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے لا الٰہ الا اللہ کی پوری حقیقت ہم پر منکشف ہوئی۔ اور وہی ہیں جو **خدا نمائی** کا اعلیٰ ذریعہ ہیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر اتنے احسانات اور انعامات ہیں کہ ممکن تھا۔ کہ جس طرح سے اور قومیں اپنے محسنوں اور نبیوں کو بوجہ اُن کے انعامات کثیرہ کے غلطی سے بجائے اس کے کہ اُن کو **خدا نمائی اور خداشناسی** کا ایک آلہ سمجھتے انہی کو خدا بنا لیا اور توحید سکھانے والے لوگوں کو واحد و یگانہ مان لیا اور اُن کی تعلیمات کو جو کہ نہائیت خاکساری اور عبودیت سے بھری ہوئی تھیں بھول کر ترک کر دیا۔ اور اُن ہی کو معبود یقین کر لیا۔ ہم مسلمان بھی ممکن تھا کہ ایسا کر بیٹھتے۔ مگر اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اور اس امت مرحومہ پر رحم کرنے اور ایسے خطرناک ابتلا سے بچانے کی غرض سے محمدٌ عبدہٗ ورسولہٗ کا فقرہ ہمیشہ کے واسطے توحید الٰہی لا الٰہ الا اللہ کا جزو بنا کر مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے شرک سے بچا لیا۔

بلکہ اسی باریک حکمت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی مدینہ منورہ میں بنوائی۔ مکہ معظمہ میں نہیں رکھی کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں آپ صلعم کی قبر ہوتی تو ممکن تھا۔ کہ کسی کے دل میں خیال پرستش آجاتا یا کم از کم دشمن اور مخالف ہی اس بات کا اعتراض کرتے۔ مگر اب مدینہ میں قبر ہونے سے جو لوگ مکہ معظمہ میں جانب شمال سے جانب جنوب مُنہ کرکے نماز ادا کرتے ہیں۔ تو اُن کی پیٹھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف ہوتی ...... الخ

طرح اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے یہ ایک راہ آپ کی قبر کے نزدیک جانے اور مسلمانوں کے شرک میں مبتلا نہ ہونے کے واسطے بنا دی۔ غرض اسی طرح سے جن باتوں میں اس بات کا وہم و گمان بھی ہو سکتا تھا۔ کہ کوئی انسان آپ کو خدا بنانے لگا۔ یا آپ کو شریک فی الذات یا صفات ہونے کا گمان بھی جن باتوں سے ممکن تھا اُن کا خود اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچی اور پاک تعلیم میں ایسا بندوبست کر دیا کہ ممکن ہی نہیں۔ کہ کوئی مسلمان اس امر کا مرتکب ہو۔

مگر چونکہ محسن سے محبت کرنا اور گرویدہ احسان ہونا انسانی فطرت کا تقاضا تھا۔ اس واسطے ایک راہ کھولدی کہ ہم آپ کے لئے دعا کیا کریں۔ اور اس طرح سے آنحضرتؐ کے مدارج میں ترقی ہوا کرے۔ چنانچہ ہر مسلمان نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا پاک تحیہ پیش کرتا ہے اور دل سے گداز ہوکر گویا کہ آپ کے احسانات اور مہربانیوں کے خیال سے آپؐ کی ایسی محبت پیدا کر لیتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے موجود ہیں۔ آپ کے مِن احسانات کے نقشہ اور مہربانیوں سے آپؐ کا وجود حاضر کی طرح سامنے لاکر مخاطب کے رنگ میں دعا کرتا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہر گھر بڑی میں تالاب کو کہتے ہیں۔ اُس نشیب کا نام ہے۔ جہاں ادھر اُدھر کا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ مبارک بھی اسی سے نکلا ہے۔ اور برکت بھی اسی میں سے ہے۔ مطلب یہ کہ آنحضرتؐ کی اُمت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہینگے۔ جو آنحضرتؐ کے اصلی اور حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی امتدادِ زمانہ کی وجہ سے اسلام میں راہ پا جاویں۔ اُن کا قلع قمع کرتے رہیں گے اور یہ ضروری ہے آپ کی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ جو امت مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی بڑی صراحت سے اس بات کو الفاظ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔ وَعَدَ اللہُ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰتِ لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امناً یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفٰسقون۔ سیپارہ ۱۸ رکوع ۱۳ ۔

اسی طرح سے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصّٰلحین کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے دین کے سچے خادموں جو صحابہ۔ اولیاء۔ اصفیاء۔ اتقیاء اور ابدال کے رنگ میں آئے اور قیامت تک آتے رہینگے اُن کے واسطے بھی بوجہ اُن کے حسن خدمات کے جن کی وجہ سے اُنھوں نے بعد رسول اکرمؐ ہم پر بہت بڑے بھاری احسانات اور انعامات کئے۔ اُن کے واسطے بھی دعا کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اس گروہ پاک کی مخالفت کریگا اور اس کو نظر عزت سے نہ دیکھیگا اور اُن کے احکام اور فیصلوں کی پروا نہ کریگا۔ تو وہ فاسق ہو گا بلکہ وہانتک جہاں تک تعظیم الٰہی۔ اور تعظیم کتاب اللہ اور تعظیم رسول اللہ اجازت دیتی ہو۔ اس گروہ کا ادب و عزت کرنی اور اس خیل پاک کے حق میں دعائیں کرنے کا حکم قرآن شریف سے ثابت ہے۔ چنانچہ آیت ذیل میں اس مضمون کو یوں ادا کیا گیا ہے۔ کہ والذین جاءو من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین اٰمنوا ربنا انک رءوف رحیم۔ سیپارہ ۲۸- رکوع ۴- غرض اپنے پہلے بزرگوں اور خادمان اسلام و شریعت محمدیہ کے واسطے دعائیں کرنا اور اُن کی طرف سے کوئی بغض و کینہ۔ غل وغش دل میں نہ رکھنا۔ یہ بھی ایمان اور ایمان کی سلامتی کا ایک نشان ہے۔ پس انسان کو مرنج و مرنجان ہونا چاہیئے اور خدا کی باریک در باریک حکمتوں اور قدرتوں پر ایمان لانا چاہیئے اور کسی سے بھی بغض و کینہ دل میں نہ رکھنا چاہیئے۔ خدا کی شان ستاری سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جن کو تمہاری نظر نے بُرا اور بد خیال کرتی ہیں۔ اسے توبہ کی توفیق مل جاوے۔ اللہ اشد فرحاً من توبۃ العبد۔ خدا اپنے بندوں کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھکر جس کا کسی ویران اور بھیانک وسیع جنگل میں سامان خورش و نوش ختم ہو جاوے اور اس لئے اُسے ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ مگر پھر اُسے سامان میسر آجاوے۔ جس طرح وہ شخص خوش ہوگا۔ اس سے بھی کہیں بڑھکر خدا اپنے بندوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔ پس کسی کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو خدا نقطہ نواز بھی ہے اور نقطہ گیر بھی۔ ممکن ہے کہ جسے تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ اُسے توبہ کی توفیق مل جاوے اور دوسرا اپنے کبر کی وجہ سے راندہ درگاہ اور ہلاک ہو جاوے۔ بوجہ بدیاں حبط اعمال کا موجب ہو جاتی ہیں اور بعض اعمال جہنم میں لے جاتی ہیں۔ تمام صالحین کے واسطے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔ اُن کے احسانات اسلام اور مسلمانوں پر بہت کثرت سے ہیں۔ غور کا مقام ہے۔ کہ انھوں نے یہ دین اور یہ کتاب۔ یہ سنت۔ یہ نماز و روزہ ہم تک پہنچانے کے واسطے کس طرح اپنی جانیں خرچ کر دیں۔ خون پانی کی طرح بہا دیئے۔ اپنے نفسوں پر آرام اور نیند حرام کر لی۔ کتنے بڑے بڑے سفر پا پیادہ اس مشکلات کے زمانہ میں کئے۔ ایک ایک حدیث کی تحقیقات اور اس کے راوی کے مُنہ سے سُننے کے واسطے سینکڑوں کوسوں کے ناقابل گزر اور دشوار گزار سفر اُنھوں نے کئے۔ پس اُن کے احسانات۔ اُن کی مساعی جمیلہ۔ کوششوں محنتوں اور جانفشانیوں کو نظر کے سامنے رکھکر اُن کے واسطے دردمند دل سے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرو۔ اگر اُن کی یہی محنتیں اور کوششیں نہ ہوتیں۔ اور وہ بھی ہماری طرح سست اور کاہل ہوتے تو غور کرو کہ کیا اسلام موجودہ حالت میں ہو سکتا تھا۔ اور ہم مسلمان کہلانے کے مستحق ہو سکتے تھے ہرگز نہیں۔ پس اُن کے واسطے دعائیں کرنا اور نماز میں اُن کے حقوق ادا کرنے کا جزو ہونا بھی لازمی اور ضروری تھا۔ بلکہ ازبس ضروری تھا کیونکہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ سبحانہٗ کی عبادت کرنے والا اور اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی پرواہ نہ کرنے والا ہونا اور پھر نبوت اور کتب پر ایمان لانے والا بننا چاہیئے۔

جلسہ کے بعد

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

یہ الفاظ جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔ ان کا نام ہے درود۔ واقع میں اگر ہم اللہ کے پورے بندے اور عابد اور تعظیم کرنے والے ہیں۔ اور مخلوق پر شفقت اور رحم کرنے والے علوم اور عقائد سے خوشحال ہوں۔ تو یہ سب فیضان اور احسان حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے آپؐ کے دل کے درد اور جوش نہ ہوتے۔ تو قرآن کریم جیسی پاک کتاب کا نزول کیسے ہوتا۔ آپؐ کی مہربانیاں اور توجہات اور محنتیں اور تکالیف شاقہ نہ ہوتے تو یہ پاک دین ہم تک کیسے پہنچ سکتا۔ آپؐ نے یہ دین ہم تک پہنچانے کی غرض سے خون کی ندیاں بہا دیں۔ اور ہمدردی خلق کے لئے اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالا۔ تو پھر غور کا مقام ہے کہ جب ادنےٰ ادنےٰ محسنوں سے ہمیں محبت پیدا ہو جانا ہماری فطرت سلیم کا تقاضا ہے تو پھر آنحضرتؐ کی محبت کا جوش کیوں مسلمان کے دل میں موجزن نہ ہوگا۔

درود بھی درد سے ہی نکلا ہوا ہے۔ یعنے خاص درد۔ سوز۔ گداز اور رقت سے خدا کے حضور التجا کرنی کہ اے مولا۔ تو ہی ہماری طرف سے خاص خاص انعامات اور مدارج آنحضرتؐ کو عطا کر۔ ہم کو ہی کیا سکتے ہیں۔ اور کس طرح سے آپ کے احسانات کا بدلہ دے سکتے ہیں بجز اس کے کہ تیری ہی حضور میں التجا کریں کہ تو ہی آپ کو ان کی محنتوں اور جانفشانیوں کا سچا بدلہ جو تو نے آپ کے واسطے مقرر فرما رکھا ہے اور وعدہ کر رکھا ہے وہ آپ کو عطا فرما۔ انسان جب اس خاص رقت اور حضور قلب اور تڑپ سے گداز ہو ہو کر آپؐ کے واسطے دعائیں کرتا ہے تو آنحضرتؐ کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے اور خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور پھر اس دعا گو درود خواں کے واسطے بھی اوپر سے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور ایک درود کے بدلے دس گنا اجر اسے دیا جاتا ہے کیونکہ آنحضرتؐ کی روح اس درود خواں اور آپکی ترقی مدارج کے خواہاں سے خوش ہوتی ہے اور اس خوشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس کو دس گنا اجر عطا کیا جاتا ہے۔ انبیاء کسی کا احسان اپنے ذمے نہیں رکھتے ۔ فقط

حق پرستی اسکو کہتے ہیں

دنیا کی اس موجودہ زندگی میں خدا کے ماننے والی قوموں نے جہاں خداپرستی کے ایک دوسرے سے جداگانہ طریقے و روییے اختیار کیے ہیں وہاں پرستش اور پوجا پاٹھ کے لئے اپنے ہم مشربوں کو بلانے کے بھی علیحدہ علیحدہ طریقے مقرر کئے ہیں کہ جن کے ذریعہ وے اپنے اپنے ہمخیالوں کو اکٹھا کرتے ہیں کسی نے تو اس بڑے مقصد کو ادا کرنے کے لئے جرس کو اس کا ذریعہ بنایا اور کسی نے ناقوس کو۔ جرس اور ناقوس سے بظاہر کوئی ایسی بات نکلی ہی نہیں ہوتی کہ جس کے ذریعہ خداپرست کوئی نتیجہ اخذ کرنے کے لایق ہو سکے یا یہ معلوم کر سکے کہ فی الواقع یہ جرس اور ناقوس کی آواز محض خداپرستی کے بلانے کے واسطے ہے۔ اور نہ ان میں کوئی ایسی دلربا صدا نکلتی ہے کہ جس سے خود بخود طبیعت میں ایک کشش پیدا ہو کر اوسکو اس کوچہ میں یا عبادت گاہ میں کشاں کشاں لیجائے کہ جہاں سے یہ آواز آئی ہے۔ کیونکہ ان میں سے کوئی ایسے پیارے الفاظ نہیں نکلتے ہیں کہ جسمیں محبوب ازل کے حسن کی کوئی جھلک محسوس ہو سکے یا خیال میں آکر دلکو اوس طرف متوجہ کر سکے۔

اسکی وجہ سوچنے پر ہمارے دل میں یہی آئی ہے کہ دراصل یہ لوگ جو جرس یا ناقوس کے ذریعہ عبادت کے لئے بلاتے ہیں حقیقی معبود سے دور و مہجور ہیں اور انکو اس کے حسن و جمال کی وہ کیفیت معلوم نہیں کہ جو وہ رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں سے اکثروں نے بجائے اسکے انسانوں کو وہ سمجھ لیا اور اسطرح حقوق اللہ کا خیال نہ رکھنے کیوجہ سے سخت سے سخت ظلم و ستم ڈہایا ہے۔ یہ تو سچ ہے اور بالکل راستی سے مملو ہے کہ ان کے مذاہب کی بنیادیں ابتدا میں تو ضرور صداقت پر مبنی تہیں اونمیں نور تہا اونمیں صداقت تہی اونمیں حق پرستی تہی اونمیں حقوق اللہ کی شناخت کے طریقے تہے اونمیں خداپرستی کا مادہ بہی تہا وہ بالکل ایسے نہ تہے جیسے کہ آجکل نظر آتے ہیں بلکہ وہ حقیقتاً خداوند کریم کو خالق سمجھتے تہے مالک سمجھتے تہے رازق سمجھتے تہے معطی سمجھتے تہے۔ جیتا جاگتا اور تمام قدرتوں والا سمجھتے تہے۔ انہوں نے خداتعالیٰ کی نسبت کوئی ایسی صفت جایز نہ رکھی تہی کہ جس سے اسکی توہین لازم آوے مگر مرور زمانے سے جیساکہ سنت اللہ ہے کہ ایک وقت پرنور وقت ہے اور روز روشن ہے تو دوسرے وقت ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے کہ آدمی کو ہاتھ مارے آدمی نہیں سوجھتا اس لئے لازم تہا کہ ایک وہ زمانہ بہی آتا کہ جسمیں وہ سب صداقتیں ظلم و ستم سے بدل جاتیں خداپرستی کی بجائے اینٹ روڑا کی اور انسان پرستی کی پرزور باد صرصر چلتی اور دنیا کے وہ تمام انسان جو خدا کا نام لیا کرتے تہے یا خدا کو خدا مانا کرتے تہے سراسر انسان پرست یا مادہ پرست ہو جاتے تاکہ اس کے بعد ایک اور شمس ہدایت طلوع کرتا اور اس تمام بدی اور بدکاری اور ظلم و ستم کے سیلاب کو دور و دفعان کر دیتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب زمین والے سب کے سب بگڑ گئے اور بالکل ظہر الفساد فی البر والبحر کا نمونہ سامنے نظر آگیا تو خدا نے ایک ایسا انسان زمین پر نازل کیا کہ جسکو یقیناً اس شمس سے جو ہمکو روشنی دیتا ہے بدرجہا بہتر سمجھنا اور یقین کرنا ایمانداری پر دال ہے وجہ یہ کہ اس موجودہ شمس سے اگر کچھ زیادہ ہوتا ہے تو یہی کہ ہماری موجودہ اور سفلی زندگی کو فایدہ پہنچتا ہے مگر ہماری روحانیت کے فایدہ پہونچانے میں کسی ایسے شمس کی ضرور بضرور حاجت تہی کہ جو ہمکو نہ صرف اب بلکہ ابدالاباد تک کیلئے ایسا روشن کر دے کہ جس سے نہ تو ہم میں کبہی کوئی روحانی بیماری ہی عود کرے اور نہ ہمپر ایسی مردگی چہا جاوے کہ جس سے ہم جیتے جی یا مرے پیچہے بہی حقیقتاً مر جاویں۔ مگر خداتعالیٰ کا شکر کس زبان سے کریں کہاں سے ایسی طاقت گویائی لاویں جس حالت میں کہ ہمارا اقرار ہے اور سچا اقرار ہے کہ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ اور پہر رات دن یہی دعا ہے کہ رب زدنی علما جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل ہم کمزور ہیں اور بے علم ہیں اور فی الواقع کسی ایسے آب زلال کے فطرتاً خواہشمند ہیں کہ جس سے نہ صرف ہمارے جسمانی قویٰ راہ راست پر آویں بلکہ روحانی قوے بہی اپنے کام باسانی اور باطریق ادا کرکے ہمکو اوس منزل مقصود تک پہونچا دیویں۔ خداوند کریم نے ہماری اس تپش کو دیکھکر ہم پر رحمت کرکے ہمارے اوپر اسقدر لطف و کرم کیا کہ ہم کو ٹاپک ٹوئیاں مارنے سے بال بال بچا لیا نہ صرف ہم کو بلکہ دنیا کے ہزاروں لاکھوں کروڑوں اربوں بلکہ لاتعداد انسانوں کو اور یہ ایک بڑی رحمت ہوئی کہ دنیا پرستی اور مادہ پرستی اور انسان پرستی سے خداپرستی کا سبق ملا جو کہ انسان کے لئے ضرور باعث فخر ہے یہ وہ پیارا انسان ہے کہ دنیا میں ہی ایسا پیار القین کیا گیا کہ ہر ایک کہ وسہ کی زبان سے خواہ وہ اس کا عاشق صادق ہو خواہ دشمن سیاہ اور ظالم و فاسق ہو اس کے نام سے اسکو یاد کرتا ہے یعنے (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہنے کو تو یہ صرف ایک بندہ خدا تہا مگر اسکی سیرت و لایف کے اوراق پلٹنے سے معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ فی الحقیقت ایسا انسان نہ تو دنیا میں ہو سکتا ہے اور نہ ہوا ہوگا اور نہ آیندہ ہونیکی امید ہے۔ کیونکہ باوجودیکہ اس پیارے نے کسی اوستاد کے آگے زانوئے ادب تہ نہیں کیا اور نہ زمانے کے نشیب و فراز پر غور کرنیوالوں کی پند و نصیحتیں سنیں اور نہ کسی متمدن زمانہ سے اوس کا سابقہ پڑا مگر پہر بہی یہ بات ہے خدا کو جان دیتی ہے اور اس کو منہ دکھاتا ہے کہ اس کا ہر ایک قدم ہر ایک امر میں ہر ایک ایسے پیش رو سے ہزاروں قدم آگے ہی رہا ہے اور جہاں پر روز روشن کیطرح یہ امر ظاہر کر دیا کہ واقعی ہر ایک قدم میں اس کے ساتھ خدا کی تائید تہی نصرت تہی اور حقیقتاً وہ خدا کے تمام فرستادوں کا سردار ہے اور واقعی وہ افضل الرسل افضل الانبیاء اور سچا اور حقیقی شفیع ہے۔ دنیا پرستی مادہ پرستی بت پرستی انسان پرستی نفس پرستی اور وہ بہی جو نسلاً بعد نسلاً خون کی جزو ہو گئی ہو اوس کو دور کرکے خداپرستی کو اوس کی بجائے قایم کرنا معمولی بات نہیں بلکہ بڑا کام ہے اور خداپرستی قائم کرنا بہی پہر ایسے طور پہ کہ خون کا جزو ہو جاوے اور تمام مال و جان سے اسی کا ہو جاوے جو کہ اصلی مالک ہے خدا وہ ہے۔ خداپرستی کے جیسے جیسے اوس نے سبق پڑہائے ہیں اور دنیا میں اوس قادر خدا کے قبول کرانے کے لیے جسقدر کام کئے ہیں اور جسقدر خوارق اور نشانات قدرت خداتعالیٰ نے اس کے ذریعہ دنیا کو دکہلائے ہیں اور جسقدر مردے خداتعالیٰ نے اوس کے ہاتھ پر زندہ کئے ہیں اس تمام کا بیان یقیناً ایسا وسیع ہے کہ دنیا میں اس کا سمانا مشکل اور محال ہے کیونکہ جیسے کہ دل و جان سے زیادہ اوس نے پیار کیا تہا اوس کو چاہا تہا اوس کا ہو گیا تہا جو کہ اس تمام کائنات کا خالق ہے مالک ہے رازق ہے اور کہ جس کے رگ و ریشہ میں توحید کا سبق پڑہانے اور عاشق خدا بنانے کا مادہ سرایت کر گیا تہا اللہ تعالیٰ نے اوسپر ایسا انعام کیا اور اوس کو ایسی روشن اور مہیمن کتاب عنایت کی جسکی تعلیم کبہی بوسیدہ نہ ہو مردہ نہ ہو اور کبہی لغو نہ ہو اور نہ اوس میں سے ایک لفظ ادہر کا ادہر ہو بلکہ جیسے کہ تہی ویسے ہی تازہ بتازہ اور پوری کی پوری ہے جس کا نام قرآن مجید ہے اور ایسا ہی اس کا دین ابدالاباد تک رہنے والا اور ہزاروں بلکہ لاتعدادوں کو اپنے چشمہ صافی سے سیراب کرنیوالا عطا کیا اور خدا سے ملانیوالا عطا کیا کہ ایسا کسی کو بہی نہ ملا یعنے اسلام یہ ایسے زندہ نمونے آپ نے اپنی یادگار میں چہوڑے ہیں کہ کسی اور جگہ اسکی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کی طاقت قدسی کا دایرہ ایسا وسیع ہے کہ ہر زمانے اور ہر وقت میں آپ کی پیروی سے خدا سے ملنے والے اور خداتعالیٰ سے ملانیوالے موجود ہوتے رہے اور موجود ہوتے ہیں چنانچہ اس وقت بہی ہم میں سے ہی ایک ایسے انسان کو جو نہ صرف زبانی آپ کی غلامی کا دم بہرتا بلکہ نام بہی غلام احمد رکہتا ہے خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف کرکے خلقت کی ہدایت کے لئے مسیح اور مہدی بنا کر بہیجا تاکہ دنیا پرستی کے جذام سے وہ لوگوں کو شفا دے وہ جو مردہ ہیں انکو زندہ کرے اور وہ جو اندہے ہیں اونکو چشم بینا عطا کرے اور اسطرح پر اہل دنیا کو اطلاع دے کہ تمہارا خداوند زندہ خدا ہے اور وہ نہ کسی پہلے زمانے میں صفت تکلم سے خالی ہوا اور نہ اب ہے اور نہ آگے کو ہوگا اور اس سے یہ ظاہر ہو کہ آنحضرت صلعم ہی ایک ایسے رسول ہیں کہ جن کے کارنامے تحریر میں لانے سے زمین پر سما نہیں سکتے آپ کے سوا جس نے ایسا لفظ کسی دوسرے انسان کے لئے تجویز کیا اس نے سخت سے سخت مبالغہ آمیز لفظ بولا ہے جو حق سے بالکل دور اور سراپا مہجور ہے۔

ہر ایک غور طلب اور منصف مزاج انسان سوچ سکتا ہے کہ بہلا

ایسے مقدس اور اعلےٰ انسان کے کارنامے کسیقدر بھی ضبط تحریر میں لانا آسان کام نہیں ہے پھر ہم کیا اور ہماری بساط کیا کہ اوسے قلم اٹھاویں اور پورے اتریں۔ مگر تو بھی کہ جوش جو آپ کی فطرت میں ودیعت کیا گیا تھا اور کسی نسبت کسیقدر اس موقعہ پر لکھنا ہم ضروری سمجھتے ہیں تاکہ دنیا پر یہ امر ظاہر ہو کہ محبوب ازل اور خالق الملک سے کیسا آپ کا عشق صادق تھا کہ اپنے ہر ایک قول و فعل کے علاوہ عبادت الٰہی کے لئے بلانے کا بھی وہی پہلو اختیار کیا کہ جس سے ایک جہان پر آپ کے آئینہ دل کا حال ظاہر ہو سکے اور ایک دنیا اس طرف اور ایسے پیارے محبوب کیطرف توجہ کر سکے چنانچہ وہ ندا جسکو عام لوگ بانگ یا اذان کہا کرتے ہیں جو کہ پانچ وقت مسلمانوں کو اپنے ہم شہریوں کو بلانے کے لئے سکھائی گئی ہے جس میں وہ بات ہے اور ایسے پیارے الفاظ موجود ہیں کہ نہ تو جرس ہی کسی نے سنے اور نہ ناقوس میں یعنے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر یعنے اگر تم کسی بڑے سے بڑے کا ادب کرتے ہو ڈر کرتے ہو خوف کرتے ہو امید رکھتے ہو اس کے ساتھ تعلق جوڑ[illegible] میں اپنی بہتری اور بہبودی کا خیال رکھتے ہو تو اے لوگو! وہ صرف ایک ہی ایسی ذات ہے کہ جس کا نام اللہ ہے یعنے وہ ایک ایسی ذات بابرکات ہے کہ وہ تمام خوبیاں ہی خوبیاں رکھتا ہے اور بدیوں اور نقصوں سے بالکل مبرا و منزہ ہے وہ اپنی طرف رجوع کرنیوالوں کو بھی خوبیوں سے متمتع کر دیتا ہے اور بدیوں سے بالکل پاک و صاف کر دیتا ہے اور اس کا آئینہ دل ایسا صاف و شفاف کر دیتا ہے کہ پھر اسپر بدی اور بدکاری اور نقص و قصور و جہل کا زنگ بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ اس کے بعد کہا گیا کہ (اشہد ان لا الہ الا اللہ) یعنے اگر مذکورہ بات سے تم فائدہ نہیں اٹھاتے ہو یا تم میں ایسا مادہ نہیں ہے کہ جو مذکورہ باتیں تم کو فائدہ دیں تو اب ایک اور بات سن لو کہ جو شاید تمہاری طبیعت کا جزو ہو کیونکہ جیسے کہ شکلیں مختلف قسم کی ہیں ویسے ہی طبائع بھی مختلف قسموں پر منقسم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم جیسے طبیب حاذق نے کہ بار ہا جو دینی و دنیوی علوم میں ہر کسی انسان کے شاگرد رہے مگر ہر ایک کی حالت اور طبیعت کے نسخے آپ کو یاد تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس ندا میں ہر ایک طبیعت اور مذاق کا خیال مدنظر رکھا ہے اور ایسے الفاظ رکھے ہیں کہ جو سب کے لئے مفید ہو سکیں کیونکہ دنیا میں بہت سے ایسے ہیں کہ جو امید و بیم کے طرف مائل ہیں کوئی بڑوں سے ملنے اور تعلق جوڑنے کو باعث فخر سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک یہی وسیلہ بہتری اور بہبودی کا ہے کسی دماغ میں عشق کا مادہ سرایت کیا ہوا ہے اور وہ کسی حسین جبین سرو قد سیمیں عذار نرگس چشم سنبل زلف وغیرہ کے جال میں پھنسنے کو اپنی فلاح کا ذریعہ سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ

یہانپر (اشہد ان لا الہ الا اللہ) فرمایا گیا یعنے بتلایا گیا کہ میاں اصل بات تو یہ ہے جو صداقت اور راستی سے سراسر مملو ہے اور اسی لئے بڑے بڑے زور دار آوازے اسکی شہادت دیجاتی ہے کہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہمارا معبود ہونے کے لائق ہو معشوق ہونے کے لائق ہو محبوب ہونے کے لائق ہو مطلوب ہونے کے لائق ہو مقصود ہونے کے لائق ہو مگر ایک اور صرف ایک وہی جو اللہ ہے تمام خوبیوں کا جامع اور تمام عیبوں سے مبرا و منزہ گویا کہ یہ عاشق مزاجوں کے لئے ایک ایسا نایاب سبق ہے کہ گویا کہ چشم پوشی کہوئے والا ہے جس سے یہ بھی ظاہر کرنا ملحوظ خاطر ہے کہ اے عاشقو مجھ کو کیوں کسی فانی چیز سے دل لگاتے ہو دیکھو ہمارا بطرح اس محبوب مطلوب و مقصود حقیقی کے عاشق صادق بنجاؤ کہ جس کے حسن احسان نے ہمارے دل پر ایسا اثر کیا ہے اور ہم کو اپنی نگاہوں سے ایسا گھایل کر دیا ہے کہ اب سوائے اس کے ہمارے کوئی خطرہ میں ہی نہیں آسکتا۔ اس کے بعد یہ آواز دیتے کی تعلیم دی کہ (اشہد ان محمدا رسول اللہ) یعنے اس بات کی گواہی دیتا ہوں محمد (صلعم) اوسی اللہ کے رسول ہیں اور کچھ نہیں یہ اس لئے بتایا ہے تاکہ توحید پرستی کی جماعت میں کسی وقت انسان پرستی کا رنگ نہ لگجاوے جیسا کہ دوسری قوموں میں لگ گیا اور توحید اور حق پرستی کا اسقدر جوش تھا کہ آپ نے اس بات کے ازالہ کے لئے ہمیشہ کے واسطے ایسا لفظ اپنے واسطے دن میں پانچ دفعہ بزور سنانے کی تاکید کی کہ جس سے توحید میں انسان پرستی شامل نہ ہو جاوے اور اس لئے آپ نے یہ دعا بھی مانگی کہ اے خدا میری قبر کو بت نہ بنانا کہ ہر سال لوگ آ کر وہاں میلا لگاویں اس سے صاف اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ خدا پرستی کیسی آپ کے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی تھی اور بنی نوع انسان کے ساتھ کیسی اعلےٰ درجہ کی ہمدردی آپ کو تھی کہ اون کے گمراہ ہونیکا کوئی شعبہ رہنے ہی نہیں دیا۔ اگرچہ اس کلمہ سے اور اور بہت سے امور ہی جتانے مقصود بالذات ہیں مگر طوالت کیوجہ سے ہم نے صرف تھوڑے پر کفایت کی ہے زیادہ تشریح کے لئے میرے پیارے اور محسن بھائی یعقوب علی صاحب کی کتاب "حقیقت نماز" کافی ہے۔ اوس کو ناظرین ضرور خرید کر ملاحظہ کریں۔ ان الفاظ کے بعد یہ بتایا کہ پکار کر (حی علی الصلوٰۃ) یعنے اے بہائیو! ایسے بزرگ نفع رسان فیض بخش اور محبوب مقصود و مطلوب کیطرف جھکنے اور اس سے دعائیں مانگنے اوس کا حق ادا کرنے کیلئے آجاؤ کیونکہ اسی میں تمہارا بہلا ہے جیسا کہ اس کے بعد کے آواز سے جو دیجاتی ہے ثابت ہوتا ہے یعنی (حی علی الفلاح) یعنے ایسی پیاری ہستی کیطرف رجوع کرنا ہی اصلی فلاح اور کامیابی کا منشا ہے پس تم اس فلاح و بہبودی کی راہ کیطرف

دوڑو۔ اس کے بعد پہلے کلمہ کو دوبارہ بطور تاکید کے کہنے کے لئے حکم دیا تاکہ حقوق العباد پورے طور پر ادا ہو اور اگر پہلے کسی نے اسطرف توجہ نہیں کی ہے تو اب کرلے اسلئے یہ بتلایا کہ یوں کہو کہ اللہ اکبر اللہ اکبر یعنے اگر تم کسی بڑے سے بڑے سے امید و بیم کرتے ہو اور اپنی اور اسکی رفاقت کو اپنی فلاح و بہبودی کا ذریعہ سمجھتے ہو تو وہ تو صرف ایک ہی ذات جس کا نام اللہ ہے جو ہر ایک قدرت والا ہے طاقت والا ہے ہر ایک خوبی والا ہے اور ہر ایک عیب اور دکھ سے مبرا و منزہ ہے اس کے بعد دوبارہ اس تاکید کا منشا ظاہر کرنے کو یوں سکھایا کہ یہ کہو تاکہ ہر ایک پر کھل جاوے کہ ہم نے دوبارہ تاکید اس لئے کی ہے کہ لا الہ الا اللہ یعنے تمہارے لئے اصل محبوب و مقصود و مطلوب تو صرف وہ پیاری ذات ہے کہ جو اللہ ہے پس تم اسی کے ہو جاؤ اور اوسی سے دل لگاؤ اوسکو اپنی نقصانات و تاکہ تمہاری فلاح و بہبودی کا سامان تمہارے لئے مہیا ہو کیونکہ دنیا میں جسقدر بھی دل کے لگاؤ کی تم کو نظر آتے ہیں سارے کے سارے بزدل اور نامراد اور مہر و وفا کے اور سلطنت و وجاہت کے بدنام کرنیوالے ہیں پس تم سچے دل سے اسطرف آجاؤ جو تمہارا حقیقی مالک ہے حقیقی مولا ہے حقیقی خالق ہے حقیقی محبوب ہے مقصود و مطلوب ہے تاکہ تم تر جاؤ۔

پیارے ناظرین! یہ وہ عبادت الٰہیہ کے بلانے کے لئے جرس یا ناقوس ہے جو محبوب کے ایک بادیہ نشین نے بجانا سکھایا کہ جسکو سنکر انسانی ہستی جو فطرتاً پسند واقع ہوئی ہے اکیدم دل کی کشاں کشاں اوس کوچہ جاناں کیطرف لیجاتی ہے کہ جہاں اوس کے آگے سر نیاز خم کیا جاتا ہے۔ یہ اس قسم کے جرس یا ناقوس کی آواز نہیں ہے کہ جو سننے ہوئے لطف ہوئے ذوق ہوئے نکتہ ہوگا بلکہ اسمیں ایسی خوبی اور صداقت سے بھرپور ہے کہ بے اختیار اسکی آواز کو سنکر انسان ٹھیک وہ غور کرے دل اکیدم اسکی طرف متوجہ ہو کر اسکو اس راہ کا گرویدہ کر دیتا ہے جس سے اسکی صداقت کا ایک ایسا جلوہ ظاہر ہوتا ہے کہ بے اختیار دل سبحان اللہ کہہ اٹھتا ہے اور اس بات کا اقرار کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے کہ حق پرستی اسکو کہتے ہیں اور صداقت اس کا نام ہے اور حقیقتاً خدا پرستی کا سبق پڑھانے والا اور خدا سے ملانیوالا صرف صرف اس زمانے میں وہ اس سے پہلے اور اس کے بعد یہی ہے اور یہی رہیگا۔ بس اے دوستو اگر تم کو خدا کی محبت کا دم بھرتے ہو خدا پر ایمان لاتے ہو تو تم خوب سمجھ لو کہ سوائے اس کی تابعداری کے کچھ نہیں ہوگا اگر تم سچ مچ خدا سے ملنا چاہتے ہو تو آؤ اور دوڑو اس چشمہ کیطرف کہ جو صرف اپنے وقت میں صاف و شفاف پانی بلکہ آب حیات سرسبز کرتا تھا بلکہ اب بھی وہ طاقت اور قوت رکھتا ہے جیسا کہ ایک نمونہ اسوقت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود کے رنگ میں دنیا کے آگے موجود ہے جو اپنے چال و ڈھال سے ایک جہان پر روشنی کر رہا ہے حقیقی شمس ہدایت یعنی تاکہ جو محمد رسول اللہ صلعم دنیا میں اپنا نام نیکو کیا تھا جسکی کامل پیروی

ر انسان خدا سے ملتا ہے اور خدا اسکو اپنی محبت کا ایسا مزہ چکھا دیتا ہے کہ پھر وہ کبھی اور کسی حالت میں اس سے پیوند توڑنے کا نام نہیں لیتا۔ اور سچی راحت و سرور اور سچا ذوق تبھی ہوتا ہے کہ کبھی دل اس سے بیزار نہ ہو۔ پس دنیا کی محبت کو سرد کر کے خدا کی محبت کی آگ بھڑکانے کا سبق ایک ہی پڑھانیوالا دنیا میں گذرا جسکی کامل پیروی سے دنیا میں اس وقت بھی ایک مسیح موعود کے نام سے موجود ہے مبارک وے جو اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اس نور اور ہدایت کو پاویں اور خدا پرستی کے آب حیات سے سیراب ہوکر انپر یہ امر ظاہر ہو وے کہ اصل خدا پرستی کا سبق وہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے پڑھایا جس سے خدا ملتا ہے اور یوں ان کا دل اس یقین سے بھرپور ہو جاوے کہ واقعی "حق پرستی اسکو کہتے ہیں"۔ فقط۔ خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی +

انعقاد مجلس اطباء و ڈاکٹران جماعت احمدیہ

بخدمت ڈاکٹراں و اطباء سلسلہ احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

صدر انجمن احمدیہ ڈسپنسری قادیان دارالامان اگرچہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ابتدائی وقت سے ہے مگر جیسے کہ سلسلہ میں گذشتہ دس سال میں ترقی ہوئی ہے۔ ڈسپنسری ابھی اسی حالت میں ہے جیسے کہ شروع میں تھی۔ ادویہ ابھی بہت تھوڑی میسر کیجا سکتی ہیں جو کہ صرف مدرسہ کے بیمار طلباء اور صدر انجمن احمدیہ کے ملازمین کے علاج کے لئے مشکل سے مکتفی ہوتی ہیں اور اوزار اور دیگر ضروری سامان معمولی اپریشن کیلئے بھی مہیا نہیں۔ انڈور مریضوں کے رکھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ یہانتک کہ مریض طالب علم بھی علیحدہ نہیں رکھے جا سکتے۔ متعدی بیمار و نکی علیحدگی کا کوئی سامان نہیں۔ کوئی اپریشن روم نہیں۔ موجودہ ڈسپنسری کا کمرہ بہت تنگ ہے جس میں نہ شفاخانہ کا سامان آسائش سے رکھا جا سکتا ہے۔ نہ مریض دیکھنے کے لئے کافی جگہ ہے۔

ہمارے سلسلہ کے بہت سے معزز ڈاکٹر لمبے دن لمبی رخصت لیکر قادیان میں رہتے ہیں۔ اگر ڈسپنسری میں اپریشن کے لئے کافی سامان مہیا ہو۔ تو وہ بہت سے غریب مریضوں کی دستگیری کر سکیں جو کہ دور دراز کے شفاخانوں میں علاج کے لئے جانے کی وسعت نہیں رکھتے اور اگر ادویہ کے لئے زیادہ روپیہ مہیا ہو سکے۔ تو علاوہ طالب علمان سکول و ملازمان صدر انجمن احمدیہ دوسرے احمدی احباب جو کہ قادیان میں رہتے ہیں اس ڈسپنسری سے علاج کرا سکیں۔ بلکہ دل تو یہ چاہتا ہے۔ کہ جیسے کہ قادیان میں کل اطراف عالم سے لوگ روحانی امراض دور کرانے کیلئے جوق در جوق آتے ہیں ایسے ہی جسمانی علاج کے لئے بھی دور سے لوگ قادیان کے احمدی ہسپتال میں آئیں اور شفا پا کر جائیں۔

چونکہ صرف سکول کی ڈسپنسری رہنے کی بجائے اب یہ ڈسپنسری صدر انجمن احمدیہ کی ڈسپنسری ہو گئی ہے اس لئے شروع جنوری ۱۹۰۸ء سے شفاخانہ کی مد بجٹ میں دوسری مدات سے علیحدہ رکھی گئی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کی دوسری مدات مثلاً اشاعت اسلام۔ مدرسہ۔ یتامیٰ و مساکین مقبرہ بہشتی وغیرہ میں پہلے سے ہی اخراجات کی زیادتی ہے اور ہر ایک مد کی آمد کے وسائل جدا ہیں۔ ابتک جیسے شفاخانہ میں آمد کی کوئی سبیل نہیں اور اس کو شروع جنوری سے چھ ماہ تک امتحاناً صیغہ صدقات کیساتھ لگایا گیا ہے یعنی جبتک کہ شفاخانہ کی مستقل آمد کی صورت پیدا نہ ہو بطور قرضہ صدقات سے اس مد میں روپیہ دیا جاوے۔ جو کہ بعد میں اس مد سے واجب الادا ہوگا۔ اس صورت میں اگر شفاخانہ کی آمدنی کو مستقل کرنے کے لئے کوئی تجویز نہ ہو۔ تو ڈسپنسری میں ترقی تو درکنار اس سال نہ اوزار آ سکتے ہیں اور نہ آئندہ سال میں دوائی آ سکتی ہے اسلئے نہایت ضروری تھا کہ ڈسپنسری کیلئے خاص چندہ کی تحریک کیجاوے۔ اور اس تحریک میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام ڈاکٹر اور طبیب حصہ لیں تاکہ انکی امداد سے ڈسپنسری جو نہایت ضروری جزو اس سلسلہ کا ہے ترقی پکڑے کیونکہ ڈسپنسری اس سلسلہ کی اشاعت کا بہت موجب ہو سکتی ہے دیگر مذاہب کے لوگ مثلاً عیسائی دور دراز ملکوں میں تالیف قلوب کے لئے ڈسپنسریاں اور بڑے بڑے شفاخانے بناتی ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں کہ اس سلسلہ حقہ کی اشاعت کیلئے اگر سر دست شہر بشہر نہیں تو کم از کم حضرت مسیح موعود کے رہائشی مقام یعنے قادیان میں ایک بڑا ہسپتال بنا دیں۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ سر دست مفصلہ ذیل اغراض ہیں جن کے لئے مستقل چندہ کی ضرورت ہے (۱) ادویات کے لئے (۲) اوزاروں کے لئے (۳) توسیع شفاخانہ جس کے لئے ضروری ہوگا کہ ہسپتال کو باہر سکول کے پاس بنایا جاوے۔ اور اس میں اپریشن روم اور انڈور مریضوں کے لئے کمرے بھی ایزاد کئے جاویں۔ متعدی مریضوں کے لئے کمرہ وغیرہ انہی اغراض کے لئے قادیان میں چھوٹی مسجد میں ۱۲ مارچ ۱۹۰۸ء کو ایک جلسہ کیا گیا جسکی روئداد ارسال خدمت ہے جو ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اس جلسہ میں موجود تھے سب نے ان تجاویز سے اتفاق رائے کیا جو اسمیں مندرج ہیں حضرت مولوی نورالدین صاحب اگرچہ جلسہ میں موجود نہ تھے مگر جلسہ کے بعد اس روز جب انکو روئداد جلسہ دکھائی گئی تو انہوں نے پورے طور پر اس سے اتفاق رائے ظاہر کیا اور مبلغ ۲۰ روپیہ بطور عطیہ کے دینے کا وعدہ فرمایا اس کے علاوہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے شفاخانہ کی عمارت کو اپنے اور احباب کو شریک کر کے اپنی گرہ سے بنوا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس ارادہ میں کامیاب کرے آمین۔ امید ہے کہ دیگر صاحبان بھی ان تجاویز کو پسند فرماویں گے اور عمل کر کے ثواب دارین حاصل کریں گے۔

اس لئے التماس ہے کہ ہر ایک فرد ڈاکٹر و حکیم صاحبان سے اس عرضداشت کو پڑھکر ان تجاویز پر عمل کرنے کی کوشش کرے اور خاکسار کو اطلاع دے کہ وہ ان تجاویز پر کاربند ہوگا۔ تاکہ اس کا نام رجسٹر میں درج کیا جاوے۔ زر عطیہ اور پہلی تاریخ کی پرائیویٹ پریکٹس کا روپیہ براہ راست محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرماویں۔

مرزا یعقوب بیگ آنریری افسر شفاخانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

روئداد جلسہ ڈاکٹران و اطباء جماعت احمدیہ منعقدہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۸ء

حاضرین۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب۔ ڈاکٹر فیض قادر صاحب وٹرنری اسسٹنٹ حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین صاحب بلب گڑھ

اس جلسہ کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مقرر ہوئے۔ باتفاق رائے منظور ہوا۔

۱۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کی تجویز پر باتفاق رائے منظور ہوا کہ ہر ایک ڈاکٹر و طبیب اس سلسلہ کا پہلی تاریخ ہر ماہ کی آمدنی جو پرائیویٹ پریکٹس سے ہو صدر انجمن احمدیہ ڈسپنسری قادیان کی امداد کے لئے دیا کرے۔

۲۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کی تجویز باتفاق رائے منظور ہوئی کہ اس ڈسپنسری کو بتدریج خوب ترقی دیجاوے۔ انڈور مریضوں کے لئے علیحدہ کمرے اور اپریشن روم وغیرہ کی ضروری ایزادی کیجاوے اور اگر روپیہ کافی ہو تو بیرونجات کے مریضوں کو بھی اس شفاخانہ سے دوائی دیجاوے۔ تاکہ یہ ڈسپنسری اس سلسلہ کو بہت ترقی دینے کا موجب ہو۔

۳۔ چونکہ ہسپتال کی ضرورت ہے۔ اور روپیہ کی ظاہرا کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ صدر انجمن احمدیہ میں گنجائش روپیہ کی نہیں ہے۔ اسلئے تجویز ہوئی کہ شیخ رحمت اللہ صاحب کیخدمت میں ایک درخواست دیجاوے کہ جو مکان رہائشی انہوں نے قادیان میں اپنی زمین میں بنانا ہے وہ ابھی بنا دیویں اور جبتک ہسپتال کمیٹی کا علیحدہ نہ ہو کرایہ لیکر وہ مکان دیدیویں۔ تاکہ اس کار خیر میں لگایا جاوے۔

۴۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ کی ڈسپنسری کی علیحدہ مد شروع سال سے مقرر ہو گئی ہے۔ اور شفاخانہ کی مد میں کوئی روپیہ نہیں اور کافی روپیہ نہ ہونے کے سبب سے اس سال اوزاروں کا انڈنٹ جو کمیٹی میں پیش کیا گیا تھا منظور نہیں ہو سکا۔ اور چونکہ شروع جنوری سے ہر پہلی تاریخ ہر ماہ کی فیس ڈاکٹر اور طبیب احباب سے وصول نہیں ہوگی اسلئے کچھ روپیہ موجودہ اخراجات کے لئے بطور عطیہ کے سب اطباء جماعت احمدیہ عطا فرماویں یعنی اسسٹنٹ سرجن صاحبان دس ۱۰ روپیہ فی کس و ہاسپٹل اسسٹنٹ صاحبان دو روپیہ فی کس و حکیم صاحبان دو روپیہ یا کم بیش حسب استطاعت عنایت فرماویں۔

مفصلہ ذیل اصحاب نے جو چندہ دیا

نام	رقم	کیفیت	نام	رقم	کیفیت
مولوی حکیم نورالدین صاحب	عنٓ	وعدہ	ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب	صر	وعدہ
ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب	عہ	״	حکیم محمد حسین صاحب قریشی	عما	وصول
״ خلیفہ رشید الدین صاحب	عہ	״	״ محمد حسین صاحب بلب گڑھ	عما	״
״ بشارت احمد صاحب	عہ	״	״ نور محمد صاحب لاہور	عما	״
״ مرزا یعقوب بیگ صاحب	عہ	״	״ محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ	عما	وعدہ
״ فیض قادر صاحب	عما	وصول	״ مرزا خدا بخش صاحب لاہور	عمہ	״
״ قاضی کرم الٰہی صاحب	صر	وعدہ			

میزان کل ۔ اکاسی روپیہ

[illegible] مرزا یعقوب بیگ [illegible] شفاخانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا